

محمد رفیق چودھری

تحقیق و تنقید

اسلام میں مرتد کی سزا اور جاوید غامدی

ارتداد کے لغوی معنی 'لوٹ جانے' اور 'پھر جانے' کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں ارتداد کا مطلب ہے: "دین اسلام کو چھوڑ کر کفر اختیار کر لینا۔" یہ ارتداد قوی بھی ہو سکتا ہے اور فعلی بھی۔ 'مرتد' وہ شخص ہے جو دین اسلام کو چھوڑ کر کفر اختیار کر لے۔ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے جو صحیح احادیث، تعامل صحابہ اور اجماع اُمت سے ثابت ہے۔

جناب جاوید احمد غامدی اس منصوص اور اجماعی امر کو نہیں مانتے اور مرتد کے لئے سزاے قتل ہونے کے منکر ہیں۔ اس مضمون میں سب سے پہلے ہم مرتد کے واجب القتل ہونے کے شرعی اور عقلی دلائل دیں گے، پھر اس کے بعد غامدی صاحب کے موقف کا جائزہ لیں گے۔

صحیح احادیث

نبی کریم ﷺ کے جن مستند فرامین کی بنا پر علمائے اُمت کا مرتد کی سزا قتل ہونے پر اجماع ہے، وہ درج ذیل ہیں:

① صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت:

«من بَدَّل دینہ فاقْتُلُوہ» (صحیح بخاری، رقم: ۶۹۲۲)

”جو (مسلمان) اپنا دین بدل لے، اُسے قتل کر دو۔“

اسی مضمون کی احادیث بعض جلیل القدر صحابہ کرام: حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ سے بھی مروی ہیں۔ مذکورہ حدیث صحیح بخاری کے علاوہ سنن ابوداؤد، سنن ابن ماجہ اور موطا امام مالکؓ میں بھی موجود ہے۔

② صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ایک متفق علیہ حدیث یہ بھی ہے کہ

عن عبد اللہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: «لا یحل دم امرئ مسلم یشهد أن لا

إله إلا الله، وأني رسول الله إلا يا حذى ثلاث: النفس بالنفس، والثيب الزاني، والمفارق لدينه التارك للجماعة» (صحیح بخاری، رقم: ۲۸۷۸)

”حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کا خون بہانا جائز نہیں جو یہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں، ماسوا تین صورتوں کے: ایک یہ کہ اس نے کسی کو قتل کیا ہو، دوسری یہ کہ وہ شادی شدہ زانی ہو اور تیسری یہ کہ وہ اپنا دین چھوڑ کر (مسلمانوں کی) جماعت سے الگ ہو جائے۔“

یہ حدیث صحیح بخاری کے علاوہ صحیح مسلم، سنن ابوداؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، سنن دارمی اور مسند احمد بن حنبل میں بھی موجود ہے اور اسے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے علاوہ حضرت عائشہؓ اور حضرت عثمان غنیؓ نے بھی روایت کیا ہے۔

❶ سنن ابوداؤد کی حدیث ہے کہ

عن أبي أمانة بن سهل قال: كنّا مع عثمان وهو محصور في الدار، وكان في الدار مدخل من دخله سمع كلام من على البلاط، فدخله عثمان، فخرج إلينا وهو متغير لونه، فقال: إنهم ليتواعدوني بالقتل أنفا، قال: قلنا يكفيكم الله يا أمير المؤمنين! قال: ولم يقتلونني؟ سمعت رسول الله يقول: «لا يحل دم امرئ مسلم إلا يا حذى ثلاث: كفر بعد إسلام، أو زنا بعد إحصان، أو قتل نفس بغير نفس» فوالله ما زنت في جاهلية ولا في إسلام قط، ولا أحببت أن لي بديني بدلا منذ هداني الله، ولا قتلت نفسا فبهم يقتلونني؟ (سنن ابوداؤد، کتاب الديات، رقم: ۴۵۰۲)

”حضرت ابوامامہ بن سہلؓ روایت کرتے ہیں کہ میں اور دوسرے لوگ حضرت عثمانؓ کے پاس موجود تھے، جب وہ اپنے گھر میں محصور تھے۔ اس گھر کا ایک راستہ تھا جس کے اندر کھڑا آدمی گھر کی بالکونی پر کھڑے لوگوں کی بات آسانی سے سن سکتا تھا۔ حضرت عثمانؓ وہاں تشریف لائے، ان کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ وہ باہر نکلے اور فرمایا: ابھی یہ لوگ مجھے قتل کر دینے کی دھمکی دے رہے تھے۔ ہم نے عرض کیا: اے امیر المومنین! ان کے مقابلے میں اللہ آپ کے لئے کافی ہے۔ پھر فرمایا: یہ لوگ مجھے کیوں قتل کر دینا چاہتے ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں، سوائے اس کے کہ تین صورتوں میں سے

کوئی ایک صورت ہو۔ وہ اسلام لانے کے بعد کفر اختیار کرے۔ (مرتد ہو جائے) یا شادی کے بعد زنا کرے، یا کسی کو ناحق قتل کر دے۔ اللہ کی قسم! میں نہ تو جاہلیت میں زنا کا مرتکب ہوا اور نہ اسلام لانے کے بعد۔ دوسرے یہ کہ میں نے اپنا دین بدلنا کبھی پسند نہیں کیا جب سے اللہ نے مجھے ہدایت عطا فرمائی ہے۔ تیسرے یہ کہ میں نے کسی کو ناحق قتل بھی نہیں کیا۔ پھر یہ لوگ کس بنا پر مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں؟“

مذکورہ بالا صحیح احادیث سے یہ امر بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام میں مرتد شخص مباح الدم اور واجب القتل ہوتا ہے۔ چنانچہ انہی احادیث صحیحہ کی بنا پر تمام فقہائے اسلام کا اس پر اجماع ہے کہ اسلامی شریعت میں مرتد کی سزا قتل ہے۔

کتب احادیث (جن میں صحیح بخاری بھی شامل ہے) اور معتبر کتب تاریخ سے ثابت ہے کہ چاروں خلفائے راشدین نے اپنے اپنے دور خلافت میں مرتدین کو ہمیشہ قتل کی سزا دی لیکن طوالت کے خوف سے ہم یہاں ان واقعات کی تفصیل نہیں دے رہے۔

اسی طرح خلفائے بنو امیہ اور خلفائے بنو عباس نے بھی مرتد پر سزائے قتل نافذ کی۔

ائمہ مجتہدین کا بھی اس پر اتفاق ہے کہ مرتد کی سزا قتل ہے اور اس پر اجماع اُمت ہے کہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہی ہے۔ اس سلسلے میں درج ذیل حوالے ملاحظہ ہوں:

❶ ائمہ اربعہ کے فقہی مسائل پر مبنی کتاب الفقہ علی مذاہب الأربعة (از عبدالرحمن جزیری) میں ہے کہ

واتفق الأئمة الأربعة عليهم رحمة الله تعالى على أن من ثبت ارتداده عن الإسلام — والعياذ بالله — وجب قتله ، وأهدر دمه (جلد ۵ ص ۴۲۳)

”ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ جو شخص اسلام سے پھر جائے اللہ بچائے اُس کا قتل واجب ہے اور اُس کا خون بہانا جائز ہے۔“

❷ اسلامی فقہ کے اجماعی مسائل پر مشتمل انسائیکلو پیڈیا موسوعة الإجماع میں ہے کہ مرتد کا خون بہانا جائز ہے:

اتفقوا على أن من كان رجلاً مسلماً حراً ... ثم ارتد إلى دين كفر... أنه حل دمه . (جلد اول صفحہ ۴۳۶)

”اس پر تمام فقہائے اسلام کا اتفاق ہے کہ آزاد مسلمان مرد مرتد ہو جائے تو اس کا خون بہانا جائز ہے۔“

۲۳ اسلامی فقہ کی مشہور کتاب الفقہ الاسلامی وأدلّته میں ڈاکٹر وہبہ زحیلی بھی احکام المرتد کے تحت مرتد کی سزا قتل ہونے پر اجماع اُمت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اتفق العلماء علی وجوب قتل المرتد لقوله ﷺ: «من بدّل دینه فاقتلوه» وقوله علیه السلام: «لا یحل دم امرئ مسلم إلا یاخذی ثلاث: الثیب الزانی، والنفس بالنفس، والتارک لدینه المفارق للجماعة» وأجمع أهل العلم علی وجوب قتل المرتد. (جلد ۶، صفحہ ۱۸۶)

”علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ مرتد کا قتل واجب ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جو مسلمان اپنا دین بدل لے، اسے قتل کر دو۔ نیز آپؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ کسی مسلمان شخص کا خون حلال اور مباح نہیں ہوتا مگر تین صورتوں میں: ایک یہ کہ وہ شادی شدہ زانی ہو، دوسرے یہ کہ وہ کسی جان کا قاتل ہو اور تیسرے یہ کہ وہ دین کو چھوڑ دے، یعنی مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہو جائے اور اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ مرتد واجب قتل ہے۔“

مذکورہ بالا شرعی دلائل کی تفصیل سے یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اسلامی شریعت میں مرتد کی سزا قتل ہے۔

مرتد کی سزا کے عقلی دلائل

اب تک ہم نے ایسے شرعی دلائل پیش کر دیئے ہیں جن سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ اسلامی شریعت میں مرتد کی سزا قتل ہے اور اس کی بنیاد احادیث صحیحہ، تعامل صحابہؓ اور اجماع اُمت پر ہے۔ ان شرعی دلائل کو جان لینے کے بعد ایک صاحب ایمان کا دل تو مطمئن ہو جاتا ہے کہ اسلام میں ارتداد کی یہی سزا ہے۔ مگر کیا کیجئے، آج کل بہت سے اہل ایمان کے دلوں کو کسی شرعی حکم کے بارے میں محض شرعی دلائل سے اطمینان حاصل نہیں ہوتا بلکہ وہ اس کے علاوہ عقلی دلائل چاہتے ہیں تاکہ انہیں شرح صدر ہو۔ اس لئے ہم ذیل میں مرتد کی سزا قتل کے بارے میں چند عقلی دلائل بھی پیش کرتے ہیں:

① سب سے پہلے یہ حقیقت پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ اسلام دوسرے مذاہب کی طرح

کا کوئی ایسا مذہب نہیں ہے جو انسانی زندگی کا محض ایک جزو یا ضمیمہ بن کر رہے اور جو ہر شخص کا ایک ذاتی اور نجی معاملہ (Private Matter) ہو۔ وہ کوئی لباس بھی نہیں جسے کوئی شخص آج پسند کر کے پہنے اور کل اُسے ناپسند کر کے اپنے جسم سے اتار پھینکے۔ وہ دراصل ایک دین اور ایک نظامِ زندگی ہے۔ ایک مکمل ضابطہ حیات (Code of Life) ہے۔ وہ انسانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی پر محیط ایک منظم معاشرہ قائم کرنا چاہتا ہے۔ وہ عبادت، معاشرت، معیشت، سیاست اور اخلاق، غرض انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے، وہ ایک ایسی منظم و منضبط ریاست (Disciplined State) کی تشکیل کا خواہاں ہے جس کا ہر شہری اس کے جملہ احکام و قوانین کی پابندی کرے اور ان کی خلاف ورزی سے باز رہے۔

اب اگر اسلامی ریاست کا کوئی شہری اس کے کسی قانون کو توڑتا ہے تو وہ اپنے شہری کو اپنے قانون کے مطابق سزا دینے میں حق بجانب ہے۔ جب کوئی مسلمان شہری مرتد ہو جائے گا تو اسلامی ریاست ایسے شخص کو ارتداد (Apostasy) کے جرم کا ارتکاب کرنے پر موت کی سزا دے گی۔ یہ اسلامی ریاست کا قانون ہے اور دنیا کی دوسری ریاستوں کی طرح اسے بھی اپنے قانون کے نفاذ کا اختیار ہے۔

② اسلام نے اپنے دائرے میں داخل نہ ہونے والوں اور اس میں داخل ہو کر نکل جانے والوں میں فرق کیا ہے۔ وہ پہلے گروہ کو کفار اور دوسرے کو مرتدین کہتا ہے۔ وہ پہلے گروہ کو برداشت کرتا اور کچھ حقوق بھی دیتا ہے، مگر دوسرے گروہ کو برداشت نہیں کرتا اور اُسے ہر حق سے محروم رکھتا ہے۔ پہلا گروہ بیگانوں کا ہے اور دوسرا بے وفائیگانوں کا۔ اُسے بیگانوں کی بے مروتی پر کوئی شکوہ نہیں، مگر اپنوں کی بے وفائی اُسے گوارا نہیں۔ وہ بیگانوں سے محتاط رہتا ہے اور اُن کو اپنا راز دان نہیں بناتا۔ اس لئے بیگانے اُسے زیادہ نقصان بھی نہیں پہنچا سکتے۔ مگر اپنوں سے اُس کی رازداری ہے جن کے چھوڑ جانے سے اُس کا دل کڑھتا ہے اور اُن کی طرف سے اُسے بہت زیادہ نقصان پہنچنے کا اندیشہ لاحق ہو جاتا ہے کہ کہیں وہ سازش کر کے اُسے کسی بڑے خطرے سے دوچار نہ کر دیں، کیونکہ گھر کا بھیدی لٹکا ڈھائے ہے۔

مرتد کا معاملہ اسی دوسری قسم سے متعلق ہے، وہ اسلام کا راز داں ہوتا ہے۔ جب وہ ارتداد

کا مرتکب ہو کر دین اسلام سے الگ ہوتا ہے تو اپنے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت اور دشمنی کے جذبات لئے اہل کفر کی صف میں شامل ہو جاتا ہے۔ اُس کے یہ منفی جذبات کفار کی طرف سے اسلام اور اسلامی ریاست کے خلاف کسی بڑے خطرے اور سازش کا پیش خیمہ بن سکتے ہیں، جس کے اسناد کے لئے اسلام نے مرتد کو موت کی سزا سنائی ہے۔

۳) اسلام نے دنیا کے سامنے سوا چودہ سو برس پیشتر سے یہ اعلان کر رکھا ہے کہ اس کے دائرے میں داخل ہونے یا نہ ہونے کی ہر شخص کو کھلی آزادی حاصل ہے۔ اس کے لئے کسی کو مجبور نہیں کیا جائے گا۔ (البقرہ: ۲۵۶) لیکن اس دائرے میں داخل ہونے کے بعد اس سے باہر نکلنے پر پابندی عائد ہے اور جو کوئی اس پابندی کو توڑے گا اُسے موت کے گھاٹ اُتار جائیگا۔ اب اگر کوئی شخص اسلام کا یہ اعلان سن لینے کے بعد اپنی آزاد مرضی سے اس کے دائرے میں داخل ہوتا ہے۔ پھر اپنی آزاد مرضی کے ساتھ اس سے باہر نکلنے پر عائد پابندی کو توڑتا ہے اور پھر اپنی اس حرکت پر اپنے کئے کی سزا پاتا ہے تو بتائیے اس میں اسلام کا کیا قصور ہے؟

۴) ارتداد کو اسلام کے خلاف سازش کا ذریعہ بھی بنایا جاسکتا ہے اور مدینے کے یہودیوں نے مسلمانوں کے خلاف یہ ہتھیار فی الواقع استعمال کیا تھا، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ

﴿وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمِنُوا بِالَّذِي أُنْزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَجْهَ النَّهَارِ وَآكُفِّرُوا بَاخِرَهُ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾ (آل عمران: ۷۲)

”اہل کتاب کا ایک گروہ (اپنے لوگوں سے) کہتا ہے: تم جا کر صبح کو اس (دین) پر ایمان لے آؤ جو مسلمانوں پر اُترا ہے اور پھر شام کو انکار کر دو تا کہ اس طرح اور (مسلمان) بھی (اپنے دین سے) پھر جائیں۔“

اس کی تفصیل یہ ہے کہ یہودیوں نے یہ سازش کی تھی کہ اپنے ہاں کے کچھ پڑھے لکھے معتبر لوگوں کو مسلمانوں کی جماعت میں شامل کیا جائے، وہ بظاہر دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔ پھر جلد ہی اسلام کو چھوڑ کر اس سے بیزاری کا اظہار کریں۔ اس کی خرابیاں دوسرے لوگوں تک پہنچائیں، اس طرح مسلمانوں بالخصوص نو مسلموں کا ایمان متزلزل کیا جاسکے اور وہ اسلام

سے برگشتہ ہو جائیں کہ جب پڑھے لکھے معقول حضرات بھی اسلام کے قریب جا کر اس سے بدک جاتے ہیں تو ضرور اس دین میں کچھ خرابیاں ہیں۔ اس کے علاوہ اس طریقے سے عام لوگوں میں اسلام اور اہل اسلام کے لئے کوئی کشش اور ترغیب باقی نہ رہے گی۔ اگرچہ یہودیوں کی یہ سازش بوجہ ناکام رہی، تاہم آج بھی ارتداد کی کسی سازش کے ذریعے کمزور ایمان والے مسلمانوں کے لئے کسی مقام پر بھی کوئی فتنہ کھڑا کیا جاسکتا ہے۔

⑤ آج کی مہذب ریاستوں کے فوجی قانون کی رو سے کسی شخص کو فوجی ملازمت اختیار کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ مگر جب کوئی شخص اپنی مرضی سے فوجی ملازمت اختیار کر لیتا ہے تو اُسے ایک خاص مدت سے پہلے نوکری چھوڑنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ اگر وہ اپنی مرضی سے وقت سے پہلے نوکری چھوڑ دے تو اسے مجرم قرار دیا جاتا ہے۔ اُس کا کورٹ مارشل کر کے اسے سزا دی جاتی ہے اور اگر وہ مفر (Deserter) ہو جائے تو اسے سزا موت کا مستحق قرار دیا جاتا ہے۔

آخر ایسا کیوں ہے اور اس پر اعتراض کیوں نہیں کیا جاتا؟ اس لئے کہ فوج بھیڑوں کا گلہ نہیں ہوتا، وہ ایک منظم ادارہ ہوتا ہے۔ وہ اجتماعی ذمہ داریوں کا ایسا نظام ہے جو نظم و ضبط (Discipline) کی سختی کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ سول (Civil) میں جن کاموں کو بالکل معمولی سمجھا جاتا ہے، وہی کام فوج میں جرائم قرار پاتے ہیں۔ وقت پر حجامت نہ بنوانا، اپنے بوٹ پالش نہ کرنا، اُن کے تسمے نہ باندھنا، وقت پر کھانا نہ کھانا، اپنا بستر درست نہ رکھنا، سول میں کوئی جرائم نہیں مگر یہی کام فوج میں جرائم شمار ہوتے ہیں۔ یہی معاملہ اسلامی ریاست کا ہے، وہ بھی کوئی بکریوں کا ریوڑ نہیں ہوتی کہ جس بکری کا جب جی چاہا ریوڑ سے الگ ہوگئی اور جب چاہا اس میں پھر شامل ہوگئی۔ اسلامی ریاست ایک خدائی فوج (حزب اللہ) ہے جس کے نظم و ضبط میں بھی سختی ہے، اس لئے وہ ارتداد کو جرم قرار دیتی اور مرتد کو سخت ترین سزا دیتی ہے تاکہ اس کا اندرونی نظم و ضبط قائم رہے۔ وہ ایک مرتد کو سزا دے کر اسی طرح اپنے لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کے ایمان کا تحفظ کرتی ہے جس طرح کسی قاتل کو سزا دے کر پورے معاشرے کی زندگی کو تحفظ دیا جاتا ہے۔ لہذا اسلامی ریاست کے اس نظم و ضبط

کی سختی پر اعتراض کرنیوالوں کو پہلے اپنے ہاں کے فوجی نظم و ضبط کی سختی پر غور کرنا چاہئے۔
 ﴿﴾ اس مقام پر بعض لوگ (جن میں غامدی صاحب بھی شامل ہیں) یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ جب کوئی مرتد مسلح ہو کر بغاوت کرے تو صرف اسی صورت میں وہ واجب القتل ہوتا ہے اور اگر وہ اسلامی ریاست کے خلاف مسلح جدوجہد اور بغاوت نہ کرے تو اُسے قتل کی سزا نہیں دی جاسکتی۔

اس اعتراض کا شرعی جواب تو یہ ہے کہ جن احادیث صحیحہ کی بنیاد پر مرتد کے واجب القتل ہونے پر اجماع ہے، اُن احادیث میں یہ بات مذکور نہیں ہے کہ مرتد جب تک مسلح بغاوت نہ کرے، وہ قتل کا مستحق نہیں ہے بلکہ ان احادیث میں مرتد کے محض مرتد ہونے پر اس کے لئے قتل کی سزا کا ذکر ہے۔

اور اس اعتراض کا عقلی جواب یہ ہے کہ جس طرح دنیا بھر میں کسی مفور و فوجی کو محض مفور ہو جانے پر فوجی قانون کی رُو سے موت کی سزا کا مستوجب قرار دیا جاتا ہے اور اسے یہ سزا دینے کے لئے اُس کی طرف سے مسلح بغاوت ہونا کوئی شرط نہیں، بالکل اسی طرح ایک اسلامی ریاست بھی اپنے شرعی قانون کے مطابق مرتد کو، اس کی طرف سے مسلح بغاوت کئے بغیر بھی موت کی سزا دے سکتی ہے۔

مرتد کی سزا کے بارے میں غامدی صاحب کے موقف کا جائزہ

جناب غامدی صاحب مرتد کے لئے قتل کی شرعی سزا کو نہیں مانتے۔ اس بارے میں اُن کا موقف یہ ہے کہ مرتد کے لئے قتل کی سزا کا حکم تو ثابت ہے مگر یہ صرف رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے اُن مشرکین عرب کے ساتھ خاص ہے جو اسلام قبول کر لینے کے بعد ارتداد اختیار کریں، باقی اور کسی قسم کے مرتد کے لئے قتل کی شرعی سزا کا کوئی وجود نہیں۔ غامدی صاحب اپنے اس موقف کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

”ارتداد کی سزا کا یہ مسئلہ محض ایک حدیث کا مدعا نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ ابن عباسؓ کی روایت ہے۔ یہ حدیث بخاری میں اس طرح نقل ہوئی ہے: «من بدل دینہ فاقتلوه» (جو شخص اپنا دین تبدیل کرے، اسے قتل کردو) ہمارے فقہاء اسے بالعموم ایک حکم قرار دیتے ہیں

جس کا اطلاق ان کے نزدیک ان سب لوگوں پر ہوتا ہے جو زمانہ رسالت سے لے کر قیامت تک اس زمین پر کہیں بھی اسلام کو چھوڑ کر کفر اختیار کریں گے۔ ان کی رائے کے مطابق ہر وہ مسلمان جو اپنی آزادانہ مرضی سے کفر اختیار کرے گا، اسے اس حدیث کی رو سے لازماً قتل کر دیا جائے گا۔ اس معاملے میں ان کے درمیان اگر کوئی اختلاف ہے تو بس یہ کہ قتل سے پہلے اسے تو بہ کی مہلت دی جائے گی یا نہیں اور اگر دی جائے گی تو اس کی مدت کیا ہونی چاہئے؟ فقہائے احناف البتہ، عورت کو اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیتے ہیں۔ ان کے علاوہ باقی تمام فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ ہر مرتد کی سزا خواہ وہ عورت ہو یا مرد، اسلامی شریعت میں قتل ہے۔“

(برہان: صفحہ ۱۲۷، مطبوعہ ستمبر ۲۰۰۱ء)

وہ مزید فرماتے ہیں کہ

”لیکن فقہاء کی یہ رائے کسی طرح صحیح نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ حکم تو بے شک ثابت ہے مگر ہمارے نزدیک یہ کوئی حکم عام نہ تھا بلکہ صرف انہی لوگوں کے ساتھ خاص تھا جن میں آپ کی بعثت ہوئی اور جن کے لئے قرآن مجید میں اُمّیین یا مُشرکین کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔“

(برہان: صفحہ ۱۲۷)

وہ مزید لکھتے ہیں کہ

”ہمارے فقہاء کی غلطی یہ ہے کہ انہوں نے قرآن و سنت کے باہمی ربط سے اس حدیث کا مدعا سمجھنے کے بجائے اسے عام ٹھہرا کر ہر مرتد کی سزا موت قرار دی اور اس طرح اسلام کے حدود و تعزیرات میں ایک ایسی سزا کا اضافہ کر دیا جس کا وجود ہی اسلامی شریعت میں ثابت نہیں ہے۔“

(برہان: صفحہ ۱۳۰)

ارتداد کی سزا کے بارے میں غامدی صاحب کے اس موقف کا جائزہ لیا جائے تو ان کے استدلال کا خلاصہ یہ ہے کہ

① فقہائے اسلام نے صحیح بخاری کی حدیث «من بدل دینہ فاقتلوه» (جو مسلمان اپنا دین بدل لے تو اُسے قتل کر دو) کو غلطی سے ایک عام حکم سمجھا ہے جبکہ یہ ایک خاص حکم ہے۔

② فقہائے اسلام نے مذکورہ بالا ایک ہی حدیث کی بنا پر ہر قسم کے مرتد کے لئے قتل کی سزا بیان کر دی ہے۔

۳) مذکورہ حدیث کی اصل قرآن مجید کی ایک آیت سورۃ التوبہ: ۵ ہے، جس کے بعد اس حدیث کا حکم خاص ہو جاتا ہے۔

۴) اسلام کے حدود و تعزیرات میں مرتد کے لئے قتل کی سزا کا کوئی وجود نہیں۔ اب غامدی صاحب کے اس موقف کا ہم تجزیہ کرتے ہیں:

① کیا حدیث مذکورہ کا حکم عام نہیں؟

غامدی صاحب مذکورہ حدیث کے حکم کو عام نہیں مانتے جب کہ عربیت کا تقاضا یہ ہے کہ اسے عام مانا جائے۔ اس حدیث «من بدل دینہ فاقتلوه» (جو مسلمان اپنا دین بدل لے تو اُسے قتل کر دو) میں مَنْ موصولہ کا اُسلوب وہی ہے جو درج ذیل حدیث کا ہے:

«من غش فلیس منا» (جامع ترمذی: حدیث نمبر ۱۳۱۵)

”جس نے دھوکہ دیا، وہ ہم میں سے نہیں۔“

اس حدیث میں بھی مَنْ (جو، جو کوئی، جس نے) موصولہ آیا ہے۔ اور اس کا حکم عام ہے۔ اس سے ہر دھوکہ دینے والا شخص مراد ہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس سے دھوکہ دینے والا کوئی خاص فرد مراد ہے۔

غامدی صاحب نے حدیث «من بدل دینہ فاقتلوه» میں مَنْ موصولہ کو اس کے عام معنوں میں لینے کی بجائے 'مشرکین عرب' کے خاص معنوں میں لیا ہے جو کہ عربیت کے بالکل خلاف ہے اور قرآن و حدیث کا جو مفہوم بھی عربیت کے خلاف لیا جائے، وہ غلط ہے کیونکہ یہ قرآن و حدیث کی معنوی تحریف ہے جو قرآن و حدیث کے انکار کے مترادف ہے اور اس حربے سے سارے دین کو دور نبویؐ تک محدود کر کے پوری شریعت اسلامیہ کا تینا پانچا کیا جاسکتا ہے اور یہ کارنامہ ہمارے زمانے کے منکرین حدیث، بالخصوص غامدی صاحب بڑی دیدہ دلیری سے سرانجام دے رہے ہیں۔ عچہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

۱۱ البتہ اس مقام پر عربیت کی رُو سے ایک سوال یہ اُٹھایا جاسکتا ہے کہ کیا اس مَنْ (جو) میں کافر بھی شامل ہے تو اس سوال کے جواب کی وضاحت خود نبی ﷺ نے اپنی دوسری احادیث میں فرمادی ہے کہ اس سے مسلمان مراد ہے۔ مثال کے طور پر ایک متفق علیہ حدیث

ہے، جو پیچھے بھی گزر چکی ہے:

عن عبد الله قال: قال رسول الله ﷺ: «لا يحل دم امرئ مسلم يشهد أن لا إله إلا الله، وأني رسول الله إلا يأخذى ثلاث: النفس بالنفس، والشيب الزاني، والمفارق لدينه التارك للجماعة» (صحیح بخاری: حدیث نمبر ۲۸۷۸)

”حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کا خون بہانا جائز نہیں جو یہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں، ماسوا تین صورتوں کے: ایک یہ کہ اس نے کسی کو قتل کیا ہو، دوسری یہ کہ وہ شادی شدہ زانی ہو اور تیسری یہ کہ وہ اپنا دین چھوڑ کر (مسلمانوں کی) جماعت سے الگ ہو جائے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کے مرتد ہو جانے پر اُس کے لئے قتل کی سزا ہے، قطع نظر اس سے کہ وہ مسلمان ہونے سے پہلے عرب کا مشرک تھا یا عجم کا کافر، دونوں صورتوں میں ایک ہی سزا ہے۔

۲) کیا مرتد کی سزا کا مبنی اور بنیاد صرف ایک ہی حدیث ہے؟

غامدی صاحب کا کہنا ہے کہ فقہائے اسلام نے صرف صحیح بخاری کی ایک حدیث «من بدل دینہ فاقتلہ» کی بنیاد پر مرتد کے لئے قتل کی سزا بیان کر دی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ غامدی صاحب کا یہ دعویٰ علمی خیانت پر مبنی ہے اور وہ یہ بات عام لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے فرما رہے ہیں۔ فقہائے اسلام کے اس اجماعی فیصلے کی بنیاد صرف ایک حدیث پر نہیں بلکہ متعدد احادیث صحیحہ پر ہے جن کو ہم اس مضمون کے شروع میں بیان کر چکے ہیں۔

غامدی صاحب کا یہ طریق واردات کہ کسی مسئلے پر بحث و استدلال کے لئے اس سے متعلق تمام احادیث کو پیش نظر رکھنے کی بجائے بعض حدیثوں کو لے لینا اور بعض کو چھوڑ دینا معروف دیانت دارانہ طریق بحث و استدلال نہیں ہے بلکہ یہ کام اُن کے استاد امام مولانا امین احسن اصلاحی کے بقول کسی نہایت بیوقوف شخص کا ہو سکتا ہے جو ایک فتنے سے کم نہیں۔ مولانا اصلاحی صاحب نے لکھا ہے کہ

”احادیث پر غور کرنے سے پہلے احادیث کے متعلق ایک اصولی حقیقت پیش نظر رکھنی چاہئے

وہ یہ کہ جس طرح اللہ کے رسولوں کے درمیان تفریق ناجائز ہے، ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کسی پر ایمان لائیں اور کسی کا انکار کر دیں جس طرح قرآن کی آیتوں میں فرق کرنا حرام ہے، ہم کو یہ حق نہیں ہے کہ اس کے کچھ حصے کو بحث و استدلال کے لئے اختیار کریں اور کچھ کو چھوڑ دیں، اسی طرح یہ بات بھی بالکل ناجائز ہے کہ رسول ﷺ کے اقوال و ارشادات میں کسی کو ہم اپنے عمل یا استدلال کے لئے اختیار کر لیں اور کچھ کو نظر انداز کر دیں۔ ان تمام صورتوں میں بعض کو چھوڑنا سب کو چھوڑنے کے ہم معنی ہے اور نہایت بیوقوف ہے وہ مسلمان جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات میں اس طرح کی تقسیم کرتا ہے لیکن افسوس ہے کہ اس طرح کا تفریق و تقسیم کا فتنہ آج عام ہے۔“ (حقیقت دین، صفحہ ۳۳۴)

۳) مذکورہ حدیث کا قرآن سے ربط کا معاملہ

غامدی صاحب کہتے ہیں کہ فقہائے اسلام نے حدیث «من بدل دینہ فاقتلوه» (جو مسلمان اپنا دین بدل لے، تو اُسے قتل کر دو) کو قرآن کی اصل سے متعلق نہیں کیا اور قرآن و سنت کے باہمی ربط سے اس حدیث کا مدعا اور مطلب سمجھنے کی کوشش نہیں کی جس کے نتیجے میں انہوں نے مرتد کے لئے ایک ایسی سزا (قتل) قرار دے دی جس کا اسلامی حدود و تعزیرات میں کوئی وجود نہ تھا۔ اس کے بعد انہوں نے اس حدیث کا ربط قرآن مجید کی سورۃ التوبہ کی اس آیت ۵ سے جوڑا ہے جسے ہم اُن کے ترجمے کے ساتھ یہاں درج کرتے ہیں:

﴿فَإِذَا انسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُواْ هُمْ وَاحْصَرُوهُمْ وَاقْعُدُواْ لَهُمْ كُلَّ مَرْصِدٍ فَأِنْ تَابُواْ وَأَقَامُواْ الصَّلَاةَ وَآتَوْاْ الزَّكَاةَ فَخَلُّواْ سَبِيلَهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (التوبہ: ۵)

”پھر جب حرام مہینے گزر جائیں تو ان مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کر دو اور اس کے لئے ان کو پکڑو اور ان کو گھیرو اور ہر گھات میں ان کے لئے تاک لگاؤ۔ لیکن اگر وہ کفر و شرک سے توبہ کر لیں اور نماز کا اہتمام کریں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو انہیں چھوڑ دو۔ بے شک اللہ مغفرت کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔“

آخر مرتد کے بارے میں مذکورہ حدیث اور اس قرآنی آیت میں کیا ربط و اشتراک ہو سکتا ہے؟ اسے ہر وہ شخص جان سکتا ہے جس نے زندگی میں کبھی ایک مرتبہ بھی قرآن مجید کو کھلے

ذہن کے ساتھ سمجھ کر پڑھا ہو۔ قرآن مجید کی اس آیت کو جیسا کہ اس کے مضمون سے ظاہر ہے، مفسرین حضرات نے مشرکین کے خلاف جہاد و قتال سے متعلق قرار دیا ہے جبکہ مذکورہ حدیث مرتد کے بارے میں حکم بیان کرتی ہے۔ اب ارتداد کی سزا اور جہاد و قتال کے درمیان کیا باہمی ربط ہے؟ اس عقدے کی گرہ کشائی صرف غامدی صاحب کی عقل و منطق ہی کر سکتی ہے جو قرآن و حدیث کی عبارات میں اپنے خیالات پڑھنے کی عادی ہو چکی ہے۔ علمی دیانت کا تقاضا تو یہ تھا کہ مرتد کے بارے میں آمدہ حدیث کو قرآن مجید کی ان آیات سے جوڑا جاتا جن میں ارتداد اور مرتدین کا ذکر آیا ہے مگر ایسا دانستہ طور پر نہیں کیا گیا، کیونکہ

ع خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

قرآن مجید میں ارتداد اور مرتدین کا ذکر درج ذیل مقامات پر موجود ہے اور جن کو مولانا اصلاحی صاحب نے بھی اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے: سورة البقرة کی آیت ۲۱۷ اور سورة المائدة کی آیت ۵۴۔ اپنی بات کی وضاحت کے لئے اس جگہ ہم ان میں سے صرف ایک ہی حوالے پر اکتفا کرتے ہیں:

﴿وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾ (البقرة: ۲۱۷)
 ”اور جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھرے گا اور کفر کی حالت ہی میں مرے گا تو اس کے سارے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہو جائیں گے۔ ایسے لوگ دوزخی ہوں گے اور ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔“

قرآن مجید کا یہ مقام اور دوسرے مذکورہ مقامات ایسے ہیں جن کو ارتداد اور مرتدین کے حوالے سے اُن احادیث سے جوڑا جاسکتا ہے جن میں مرتد کے بارے میں کوئی حکم آیا ہے اور غامدی صاحب کے استاد امام مولانا اصلاحی صاحب نے بھی اپنی تفسیر تدبر قرآن میں ان قرآنی مقامات کی وضاحت میں ارتداد اور مرتدین کا ذکر کیا ہے مگر انہوں نے سورة التوبة کی آیت نمبر ۵ میں مرتدین کا کوئی تذکرہ نہیں کیا، جسے غامدی صاحب خواہ مخواہ مرتد سے متعلق حدیث کے ساتھ جوڑ رہے ہیں۔

۴۰ کیا مرتد کے لئے قتل اسلامی سزا نہیں؟

غامدی صاحب کے موقف کا آخری نکتہ یہ ہے کہ اسلام کے حدود و تعزیرات میں مرتد کے لئے سزا کا کوئی وجود نہیں ہے۔ یہ تمام فقہائے اسلام کی مشترکہ اور متفقہ غلطی ہے کہ انہوں نے اسے اسلامی حدود و تعزیرات میں شامل کر رکھا ہے۔

اس سلسلے میں پہلی بات تو یہ ہے کہ غامدی صاحب کے استاد امام مولانا امین احسن اصلاحی صاحب مانتے ہیں کہ اسلامی تعزیرات میں مرتد کے لئے سزا مقرر ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

”تکفیر کا اصلی مفہوم تو یہ ہے کہ کسی شخص کو مرتد قرار دے کر اس کو وہ سزا دی جائے جو اسلام میں ارتداد کے لئے مقرر ہے۔“ (حقیقت دین، صفحہ ۱۳۵)

اور سب جانتے ہیں کہ اسلام میں ارتداد کے لئے قتل ہی کی سزا مقرر ہے۔

اس کے علاوہ مولانا اصلاحی صاحب نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ

”جو شخص مرتد ہو جاتا ہے، وہ اسلامی ریاست میں جملہ شرعی حقوق سے محروم ہو جاتا ہے، ریاست پر اس کے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری باقی نہیں رہتی۔ چنانچہ اسی اصول پر اسلامی تعزیرات کا وہ قانون بنی ہے جو مرتدوں کی سزا سے متعلق ہے۔“

(تدبر قرآن: جلد اول ص ۵۱۳ زیر تفسیر البقرة، آیت ۲۱۷)

اس سے معلوم ہوا کہ مولانا اصلاحی صاحب کے نزدیک اسلامی تعزیرات میں مرتدوں کی سزا کا قانون بھی موجود ہے۔ اور یہ بات کسی صاحب علم سے پوشیدہ نہیں کہ وہ قانون یہی ہے کہ مرتد کے لئے قتل کی سزا ہے۔

ہم گذشتہ صفحات میں مرتد کی سزائے قتل کے بارے میں احادیث صحیحہ کے نصوص، تعامل صحابہؓ، ائمہ مجتہدینؒ اور تمام فقہائے اسلام کے اجماع سے ثابت کیا ہے۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ اسلام کے حدود و تعزیرات میں مرتد کے لئے قتل کی سزا کا کوئی وجود نہیں ہے تو وہ اجماع امت کا منکر ہے اور ایسا منکر شخص یقیناً گمراہ ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا یہ سلف سے خلف تک عرب و عجم کے تمام مجتہدین اور فقہائے اسلام عربیت سے نا آشنا، قرآن و حدیث کو سمجھنے سے عاری اور شریعت کے احکام سے ناواقف اور

جاہل تھے کہ سب نے مل کر یہ غلطی کر ڈالی کہ مرتد کے لئے سزائے قتل قرار دے دی اور اسلام میں اپنی طرف سے بدعت کے طور پر ایک ایسی شرعی حد داخل کر دی جس کا اسلامی حدود و تعزیرات میں کوئی وجود نہ تھا؟ ایسی بات کہنے کی جسارت صرف وہی شخص کر سکتا ہے جس کا دماغ درست نہ ہو، جس کے دل میں ذرا بھی خدا کا خوف نہ ہو اور جسے آخرت کا کوئی ڈر نہ ہو۔

معاف کیجئے، ہمارے لئے یہ بات زیادہ معقول اور قابل فہم ہے کہ اس بارے میں چودہ صدیوں کے جملہ علمائے اسلام کو غلط ٹھہرانے کی بجائے صرف ایسے نوزائیدہ عجمی شخص کو غلط بلکہ برخود غلط قرار دیں جو مرتد کے لئے سزائے قتل کو نہیں مانتا اور کئی دوسرے اجماعی امور کا انکار کرتا ہے۔

اگر آپ سمجھتے ہیں کہ

- 📌 محدث دفاعِ دین کے سلسلے میں نمایاں کردار ادا کر رہا ہے؟
- 📌 محدث کے ذریعے امتِ مسلمہ کی درست سمت میں رہنمائی کی جا رہی ہے؟
- 📌 محدث کے مضامین علم و تحقیق کے بلند معیار پر پورے اُترتے ہیں؟
- 📌 محدث کے مطالعے سے آپ کی علمی معلومات میں قابلِ قدر اضافہ ہوتا ہے؟

📌 تو پھر 'محدث' کو ہر اہم جگہ تک پہنچانے کے لئے اپنے حصہ کا فرض ادا کیجئے.....
آپ کی صرف ایک فون کال یا SMS پر محدث کا تازہ شمارہ یا نمونہ کے سابقہ شمارے مطلوبہ پتہ پر مفت ارسال کئے جاسکتے ہیں۔

0333-4244434

📌 بینک ڈرافٹ یا منی آرڈر کے ذریعے صرف ۲۰۰ روپے جمع کروانے کے
آپ سال بھر گھر بیٹھے محدث کے تمام شمارے وصول کر سکتے ہیں یا
اپنے کسی دوست/عزیز کو دینی رہنمائی پر مبنی یہ خوبصورت تحفہ دے سکتے ہیں

گھر بیٹھے زمر سالانہ ادا کرنے کیلئے ایک فون کال کے ذریعے ۲۲۰ روپے کی وی بی طلب کریں